تقریر

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

سیرت حضرت سیّدہ امۃ الحیٔ صاحبہ رضی اللہ عنہا
(حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ال عمران:111)

ترجمہ: تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”سیرت حضرت سیّدہ امۃ الحیٔ صاحبہ رضی اللہ عنہا“

حضرت سیدہ امۃ الحیٔ بیگم صاحبہؓ، حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیٹی تھیں جو آپ کی دوسری اہلیہ حضرت اماں جی صغریٰ بیگم صاحبہ کے بطن سے یکم اگست 1901ء کو پیدا ہوئیں۔ آپؓ حضرت منشی احمد جان صاحب آف لدھیانہ (جن کے مکان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت لی تھی) کی نواسی تھیں۔ آپ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دوسری حرم محترم تھیں۔ آپؓ بچپن سے ہی نہایت ذہین اور زیرک تھیں۔ حضورؓ آپ کی بچپن کی عادات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں”: ہماری ایک چھوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہیں رکھتی پر ہمیں دیکھ کر کاغذ، قلم، دوات سے لکیریں ڈالتی رہتی ہے“۔

حضرت حافظ غلام رسول صاحب لنگوی آپؓ کی ذہانت کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک روز نماز فجر کے بعد حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ، مولوی محمد احسن صاحبؓ امروہی اور دیگر صحابہؓ بھی موجود تھے۔ حضرت امۃ الحیٔ مرحومہ کی عمر اُس وقت قریباً چار سال کی تھی اور وہ اپنے آپ کو ڈاکٹر کہتی تھیں۔ میں نے حضرت اقدس کا یہ شعر پڑھا:

آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اور سادگی سے غافِلو کی بجائے غافلو پڑھ دیا۔ حضرت امۃ الحیٔ صاحبہ نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ نہیں مولوی صاحب! غافلو نہیں بلکہ غافِلو ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے مجھے فرمایا کہ اس نے تو آپ کی غلطی نکال لی۔ اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا: دیکھو! کس قدر فہیم بچی ہے اور اس کا ذہن رسا کیسا ہے۔ میں نادم سا ہوا، اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا: ندامت کی کوئی بات نہیں انسان سے سہو ہو ہی جاتا ہے۔

سامعین! آپؓ کے والد محترم کا زیادہ وقت حضورؑ کی خدمت میں گزرتا یہ بچی بھی ساتھ ساتھ رہتی.....وہ گھر وہ ماحول، وہ ملنے جلنے والے، وہ محفلیں اور صُبح شام کی گفتگو سب کا موضوع قرآن پاک اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ذات ہوتی۔ ذکرِ الٰہی کی اس فضا میں سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ نے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی بہت کچھ سیکھ لیا تھا۔ آپ ساڑھے پانچ سال کی تھیں لکھنا نہیں جانتی تھیں، ایک بزرگ سے کہا کہ مَیں جو بولتی جاؤں لکھتے جائیں۔ اب دیکھیے آپ کیا لکھواتی ہیں:

”اللہ ایک ہے۔ اللہ بے عیب ہے۔ اللہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ ہمارا سب کا مالک ہے۔ قرآن سیکھنا چاہیے اس پر چلنا چاہیے۔ چوری نہیں کرنا۔ کسی سے مانگنا نہیں اللہ کے سوا۔ حرص نہیں کرنا۔ غریبوں کی خبرگیری کرنا اور اُن سے نیک سلوک کرتے رہو۔ جس مکان پر منڈیر نہ ہو اس پر ہرگز نہ سونا، بھائی بہن نہ لڑیں۔“

(حضرت سیّدہ امۃ الحیٔ صاحبہؓ از امۃ الباری ناصر صفحہ 3-4)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے بچپن ہی سے آپ کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھا۔ آپؓ کو عشقِ قرآن ورثہ میں ملا تھا۔ ایک بار آپؓ سے فرمایا:
"اگر تم سورۃ بقرہ ہماری منشاء کے مطابق ہم کو سنا دو تو ہم تم کو سر دست دو سو روپیہ بطور انعام دیں گے۔ چنانچہ حضرت سیدہ نے یہ انعام حاصل کر لیا۔
سامعین! حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ کی اہلیہ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں پہلی بار قادیان آئیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ اُس وقت سیدہ امۃ الحیّٔ کی عمر آٹھ نو سال کی ہو گی اور آپ اپنے بھائیوں کے ساتھ نیزہ بازی کا کھیل کھیلا کرتی تھیں اور سر پر ایک سفید رومال باندھے رکھتی تھیں کیونکہ حضورؓ اُن کو ننگے سر پھرنے سے منع کرتے تھے۔ ماہ رمضان میں عبد المحی عرب سحری کے وقت حضورؓ کے گھر پر تراویح پڑھایا کرتے تھے اور بہت خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھتے تھے۔ سیدہ امۃ الحیّٔ باوجود چھوٹی عمر ہونے کے روزانہ باقاعدہ تراویح پڑھتی تھیں اور دینی کاموں کو بہت شوق سے کرتی تھیں۔ آپ کو حضورؓ کا درس سننے کا بھی بہت شوق تھا۔ جب بھی حضورؓ عورتوں میں درس دیتے تو فوراً قرآن شریف لے کر آ بیٹھتیں۔

(روزنامہ "الفضل" ربوہ 8، فروری 2007ء)

31، مئی 1914ء کو آپؓ کا نکاح حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ انجام پایا۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں: ایک دن حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے سامنے ذکر ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کسی دوست کو اپنی لڑکی کا رشتہ کسی احمدی سے کرنے کو ارشاد فرمایا مگر وہ دوست راضی نہ ہوا۔ اتفاقاً اس وقت امۃ الحیّٔ صاحبہ، جو اس وقت بہت چھوٹی تھیں، سامنے آگئیں۔ آپؓ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ مجھے تو اگر مرزا کہے کہ اپنی اس لڑکی کو نہالی (ایک مہترانی) کے لڑکے کو دیدو تو میں بغیر کسی انقباض کے فوراً دیدوں گا۔ یہ کلمہ سخت عشق و محبت کا تھا مگر نتیجہ دیکھ لیں کہ بالآخر وہی لڑکی حضور کی بہو بنی اور اس شخص کی زوجیت میں آئی جو خود حضرت مسیح موعودؑ کا حسن و احسان میں نظیر ہے۔
آپؓ کا نکاح سلسلہ کے مشہور بزرگ اور عالم دین حضرت مولانا سیّد سرور شاہ صاحبؓ نے ایک ہزار روپے حق مہر پر پڑھایا۔ قرآن پاک کی تعلیم کے شوق نے حضرت مصلح موعودؓ کو متاثر کیا ذہین خاتون تھیں خدمتِ دین کے لیے انتھک کام کرنے کا جذبہ رکھتی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت حضرت امۃ الحیّٔ صاحبہؓ سے اپنی شادی کا مقصد بتاتے ہوئے فرمایا کہ
" مَیں نے ان سے جب شادی کی اس وقت میری نیت بطور احسان کے تھی کہ ان کے ذریعے بآسانی عورتوں میں تعلیم دے سکوں گا۔ اس لیے میں نے ارادہ کیا کہ فوراً ان کو تعلیم دوں مگر وہ اس شوق میں مجھ سے بھی آگے بڑھی ہوئی نکلیں۔ ابتداءً مَیں کبھی سبقوں میں ناغے بھی کر دیتا تھا مگر وہ کہہ کر اور زور دے کر اپنی تعلیم کو جاری رکھتی تھیں اور اس میں انہوں نے بہت ترقی کی۔ وہ قرآن شریف کا ترجمہ اچھی طرح پڑھا لیتی تھیں۔ بلوغ المرام پڑھاتی تھیں، اسی طرح اَور دینی کتب لڑکیوں کو پڑھاتی تھیں اور وفات سے چار پانچ روز ہی پہلے مجھ سے مشورہ کر رہی تھیں کہ لڑکیوں کو مشکوٰۃ پڑھانی ہے۔ تو تعلیم کی یہ خواہش جو اُن میں تھی وہ دیگر عورتوں میں نظر نہیں آتی۔"

(انوار العلوم جلد 9 صفحہ 8-9)

سامعین! آپؓ حضرت مصلح موعودؓ کی مزاج شناس تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ آپس کی ہم آہنگی کی نہایت خوب صورت قابل رشک الفاظ میں تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ کہ روحیں ایک دوسرے سے وابستہ اور پیوستہ ہوتی ہیں۔ یعنی بعض کا بعض سے تعلق ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میری روح کو امۃ الحیّٔ کی روح سے ایک پیوستگی حاصل تھی...میں نہیں جانتا تھا یہ میری نیک نیتی اور اپنے اُستاد اور آقا کی خواہش کو پورا کرنے کی آرزو ایسے اعلیٰ درجہ کے پھل لائے گی اور میرے لیے اس سے ایسے راحت کے سامان پیدا ہوں گے۔ مجھے بہت سی شادیوں کے تجربے ہیں۔ میں نے خود بھی کئی شادیاں کی ہیں اور بحیثیت ایک جماعت کا امام ہونے کے ہزاروں شادیوں سے تعلق ہے اور ہزاروں واقعات مجھ تک پہنچتے رہتے ہیں مگر میں نے عمر بھر کوئی کامیاب شادی اور خوش کرنے والی شادی نہیں دیکھی جیسی میری یہ شادی تھی۔"

(خطباتِ محمود جلد 3 صفحہ 204-205)

حضرت سیّدہ امۃ الحیٔ صاحبہؓ کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

”امۃ الحیٔ اپنی ذات میں بھی نہایت اچھی بیوی تھی مگر ان میں ایک خاص بات بھی تھی ان کی شکل اپنے والد، میرے محسن، میرے پیارے استاد حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ سے بہت ملتی تھی۔ نسوانی نقش جس حد تک مردانہ خوبصورتی کو ظاہر کر سکتے ہیں اس حد تک وہ اپنے والد کی یاد دلاتی تھیں۔ میرے لیے وہ یاد نہایت پیاری اور وہ شباہت نہایت محبوب تھی پھر ان کا علمی مشغلہ، وہ بیماری اور کمزوری میں عورتوں کو پڑھانا، وہ علمی ترقی کا شوق نہایت درجہ تک جاذبِ قلب تھا۔“

(انوار العلوم جلد 13 صفحہ 74-75)

سامعین! جب آپؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقد میں آئیں تو یہ رشتہ بے شمار خیر و برکات کا موجب بنا۔ جیسا کہ خاکسار نے ابتداء میں تلاوت کی تھی کہ ”کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو“ کی بہترین مصداق تھیں آپؓ کی ساری زندگی دین کی خدمت کرتے گزری۔ آپؓ نے ہی حضرت مصلح موعودؓ کو احمدی خواتین کی ترقی کیلئے لجنہ اماء اللہ بنانے کی تحریک کی اور اس کی سب سے پہلی سیکرٹری بھی آپؓ ہی تھیں۔ آپؓ نے ساری زندگی احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کی طرف اپنی توجہ مرکوز رکھی۔ آپؓ کی نیکیوں سے بہت سے چراغ روشن ہوئے اور خواتین میں علم کی روشنی پھیلی۔

آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے دو بیٹیوں اور ایک بیٹے سے نوازا جن میں محترمہ صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ، محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ اور محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب شامل ہیں۔

سامعین کرام! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات پر اپنے والد محترم کی ایک وصیت کہ میرا جانشین عورتوں میں بھی درس قرآن جاری رکھے، حضرت سیّدہ امۃ الحیٔ صاحبہؓ نے ہی ایک خط کے ذریعے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تک پہنچایا۔ چنانچہ حضورؓ نے اگلے دن سے ہی مستورات میں درس دینا شروع کر دیا۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ

”عورتوں پر خصوصیت سے میری اس بیوی کا احسان ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد میرا منشاء نہیں تھا کہ مَیں عورتوں میں درس دیا کروں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ بہت ہی بڑی ہمت کا کام ہے کہ ایسے عظیم الشان والد کی وفات کے تیسرے روز ہی امۃ الحی نے مجھ کو رقعہ لکھا کہ مولوی صاحب مرحوم اپنی زندگی میں ہمیشہ عورتوں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے اب آپ کو خدا نے خلیفہ بنایا ہے حضرت مولوی صاحب نے اپنی آخری ساعت میں مجھے نصیحت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میاں سے کہہ دینا کہ وہ عورتوں میں درس دیا کریں اس لیے مَیں اپنے والد صاحب کی وصیت آپ تک پہنچاتی ہوں۔ وہ کام جو میرے والد صاحب کیا کرتے تھے اب آپ اس کام کو جاری رکھیں۔ وہ رقعہ ہی تھا جس کی بنا پر میں نے عورتوں میں درس دینا شروع کیا۔ اگر اس درس کی وجہ سے کوئی فائدہ عورتوں کو پہنچا ہو تو یقیناً اس ثواب کی مستحق بھی مرحومہ ہی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ عورتوں میں خطبہ لیکچرز اور سوسائٹیاں اور ہر ایک خیال جو عورتوں کے متعلق ہو سکتا ہے اس کی محرّک وہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے تمام افراد سے ہی ان کو ایسی محبت تھی جو اَور عورتوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ مجھ پر تو ان کا اتنا حق ہے کہ میں کسی طرح اس حق سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ ان کا اخلاص اور ان کی محبت ساری جماعت کی عورتوں کے لیے بلکہ بہت سے مردوں کے لیے بھی قابل رشک ہے۔“

(خطبات محمود جلد 8 صفحہ 539-540)

آپؓ ہی نے حضورؓ کو احمدی خواتین کی ترقی کے لئے ایک انجمن یعنی لجنہ اماء اللہ بنانے کی تحریک کی۔ آپؓ لجنہ اماء اللہ کی پہلی سیکرٹری بھی تھیں۔ آپؓ لجنہ اماء اللہ کی فعال کارکن تھیں اور آپؓ ہی کی کوششوں سے جلسہ سالانہ پر عورتوں کے لئے علیحدہ اور باقاعدہ قیام و طعام اور تقریروں کا انتظام ہوا۔ آپؓ جلسہ سالانہ پر تقریر بھی کرتی رہیں اور لجنہ کے رسائل میں مضامین بھی لکھتی رہیں۔ آپؓ نے خدمت کرتے ہوئے کبھی بیماری کی پرواہ نہیں کی۔ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے حضرت سیّدہ امۃ الحیٔ صاحبہؓ نے عید کے موقع پر ان راجپوت عورتوں کے لیے دوپٹوں کے تحفے بھیجے جنہوں نے فتنہ ارتداد کا جواں مردی سے مقابلہ کیا۔

(ماخوذ از تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اوّل صفحہ 122-123 ایڈیشن 2009ء)

ایک خاتون اہلیہ محمد حسین بٹ صاحب نے اپنے جوشِ تبلیغ کو بیان کرنے کے بعد لکھا کہ میں خیال کرتی ہوں کہ اس کا تمام ثواب حضرت سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہ مرحومہ کو ملے گا جنہوں نے کمال شوق سے طبقہ اناث میں تعلیم احمدیت کو حضور کی ہدایات کے مطابق رواج دیا۔

سامعین! آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم جو ساری دنیا میں پھیل چکی ہے اور خواتین میں تعلیم و تربیت کی شمع روشن کرتی چلی جا رہی ہے اس کی ابتداء بھی حضرت سیدہ امۃ الحیٔ صاحبہؓ کی وجہ سے ہوئی۔ اکیس سال کی امۃ الحیٔ صاحبہؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے بات کی کہ خواتین کو پڑھانا اور خدمتِ دین کے لائق بنانا بہت ضروری ہے اس کے

لیے کوئی طریق، کوئی تنظیم بنانی چاہیے۔ حضورؓ نے اپنی بیگم کی اس بات پر غور کیا اور باقاعدہ اغراض و مقاصد ترتیب دے کر عورتوں کی تنظیم "لجنہ اماء اللہ" کے نام سے بنانے کا 1922ء میں اعلان فرمایا۔

آپؓ بہت سادگی سے گزارا کرتیں حتّٰی کہ جو تحفے تحائف آپ کو ملتے تھے وہ بھی آپ غریب عورتوں میں بانٹ دیتی تھیں۔ ہر ایک سے ملنساری اور خاکساری سے ملتیں، دلداری کرنے اور دل رکھنے کا بہت سلیقہ تھا۔ آپ نے ایک درویش، صوفی اور فقیر خاتون کی طرح اپنی زندگی بسر کی۔ گھر میں بڑوں کا ادب اور چھوٹوں کی شفقت میں امیر غریب کا فرق نہ رکھتی تھیں۔ بڑی عمر کی خادماؤں کو بھی عزت سے بلاتیں۔ آپؓ بہت مہمان نواز تھیں۔ مہمانوں کا خاص خیال رکھتیں۔ جب پتہ چلتا کہ کوئی مہمان آیا ہے اور آپ کھانا کھا رہی ہوتیں تو اپنے آگے سے کھانا اٹھوا دیتیں اور کہتیں کہ پہلے مہمان کو کھلا دو پھر بعد میں ہمیں دینا۔

آپؓ نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کو بہتر بنانے کے لیے مستورات کے جلسہ کا الگ سے پروگرام رکھنے کی تجویز پیش کی۔ چنانچہ پہلی دفعہ 1917ء میں مستورات کے پروگرام کا الگ انتظام کیا گیا۔ 1920ء کے جلسہ سالانہ میں جو مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوا، مردانہ جلسہ گاہ میں پردہ لگا کر عورتوں کا الگ انتظام کیا گیا اس میں خواتین نے بھی تقاریر کیں۔

آپؓ شادی کے بعد دس سال زندہ رہیں اور یہ سارا عرصہ خدمت دین سرانجام دیتی رہیں۔ 10، دسمبر 1924ء کو قادیان میں آپؓ نے وفات پائی جبکہ حضورؓ اپنے پہلے سفر یورپ سے ابھی واپس آئے ہی تھے۔ حضرت سیّدہ امۃ الحئی صاحبہؓ کی وفات سے حضورؓ کو بہت صدمہ پہنچا۔ آپؓ نے فرمایا:

"میرے اپنے خیال اور ارادہ میں جس ہستی کے اوپر میرا ہاتھ تھا اور جس پر مجھے بڑی امیدیں تھیں وہ ہستی مجھ سے جدا ہو گئی ہے اس وجہ سے مجھے غم ہے۔.....اس کی وفات کے متعلق تو مجھے پہلے سے ہی اطلاع ہو گئی تھی۔ تین سال ہوئے کہ مَیں نے خواب دیکھا کہ وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آئی ہے اور السلام علیکم کہہ کر کہنے لگی 'مَیں جاتی ہوں' اور اس کے بعد جلدی جلدی گھر سے نکل گئی۔ مَیں نے میر محمد اسماعیل صاحبؓ کو اس کے پیچھے روانہ کیا تو انہوں نے واپس آکر بتایا کہ وہ بہشتی مقبرہ کی طرف چلی گئی ہیں۔

پھر مبارکہ بیگم نے بتایا کہ ایک دفعہ امۃ الحئی نے ایک مصرعہ کہا جس کا مفہوم غالباً یہ تھا

اے بلبل بوستان تُو خاموش کیوں ہے

اور مجھ سے کہا کہ مَیں جب فوت ہو جاؤں گی تو آپ اس پر مصرعے لگانا۔ مبارکہ کہتی ہیں کہ مَیں نے کہا کہ نہیں مَیں آپ سے پہلے فوت ہوں گی۔ میری وفات پر آپ نے اس پر مصرعے جوڑنے ہوں گے۔ تو امۃ الحئی نے کہا نہیں، مَیں ناراض ہو جاؤں گی اگر آپ نے پھر ایسا کہا۔ مَیں پہلے وفات پاؤں گی، میری وفات پر اس مصرع پر ضرور مصرعے لگانے ہوں گے۔

مرحومہ فوت ہو گئیں اور میرے دل کا ایک کونہ خالی ہو گیا۔ اللہ کے فضل ہوں اس قدر اِس کے والد پر اور اِس مرحومہ پر، ہاں اِس قدر کہ وہ دونوں حیران ہو کر اپنے ربّ سے پوچھیں کہ آج کیا ہے کہ تیری رحمت کا دروازہ اس رنگ میں ہم پر کھل رہا ہے اور ان کا ربّ ان کو بتائے کہ میرے بندے محمود نے اپنا ٹوٹا ہوا دل اور اشک بار آنکھیں میرے قدموں پر رکھ کر مجھ سے درخواست کی ہے کہ مَیں تم پر خاص درود بھیجوں اور یہ اسی درود کی ضیاباریاں ہیں جو تم پر نازل ہو رہی ہیں۔"

(انوار العلوم جلد 13 صفحہ 73-74)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپؓ کی وفات کے بعد ایک مرتبہ فرمایا:

"آج تک میں نے کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس میں امۃ الحئی مرحومہ کے لیے دعا نہیں کی۔"

(خطباتِ محمود جلد 3 صفحہ 203)

بچھڑے ہوؤں کو جنتِ فردوس میں ملا
جسرِ صراط سے بہ سہولت گذار دے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿